10۔ مکتوباتِ اقبال

علامہ محمد اقبال (1877ء۔1938ء)

تعارف: علامہ اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد عرف نتھو تھا۔ آپ کی والدہ کا نام امام بی بی تھا۔ ابتدائی تعلیم مولوی میر حسن سے حاصل کی۔ میٹرک اسکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ سے پاس کیا۔ ایف۔ اے مرے کالج سیالکوٹ سے پاس کیا۔ ۱۸۹۵ء میں بی۔ اے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ بی۔ اے کے بعد ایم۔ اے فلسفہ میں داخلہ لیا۔ ۱۸۹۹ء میں ایم۔ اے فلسفہ کا امتحان تھرڈ ڈویژن میں پاس کیا، لیکن واحد طالب علم ہونے کی بنا پر انھیں طلائی تمغہ ملا۔ ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۳ء تک میکلوڈ عریبک ریڈر کی حیثیت سے ملازمت کی۔ ۳ جون ۱۹۰۳ء کو وہ گورنمنٹ کالج میں فلسفے کے پروفیسر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن روانہ ہوئے۔ کیمبرج یونیورسٹی سے وکالت کی ڈگری اور میونخ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ''ایران میں مابعد الطبیعات کی نشو نما وارتقا'' کے تحقیقی مقالہ پر حاصل کی۔ ۱۹۰۸ء میں وطن واپس تشریف لائے۔ گورنمنٹ کالج میں پروفیسری کے ساتھ وکالت بھی کرتے رہے۔ ۱۹۲۳ء میں علامہ اقبال کو انگریز حکومت کی طرف سے سر کا خطاب ملا۔ ۱۹۲۶ء کو لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ اقبال کو ۲۵ فروری ۱۹۳۸ء کو دمہ کا دورہ پڑا، اسی بیماری میں ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو حضرت اقبالؒ صبح پانچ بجے اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ انھیں بادشاہی مسجد لاہور میں دفن کیا گیا۔

تصانیف:۔ علم الاقتصاد، (نثر)، اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق (فارسی شاعری)، بانگِ دار، (اردو شاعری)، زبورِ عجم (فارسی)، جاوید نامہ (فارسی مثنوی)، بالِ جبریل (اردو)، ضربِ کلیم (اردو)، ارمغانِ حجاز، (اردو، فارسی)

مشکل الفاظ کے معانی:

صفحہ 48۔ علیل (بیمار) افاقہ (بیماری میں کمی) کامل (مکمل) حکیم اجمل خان (دہلی کے ایک نامور حکیم جو مسیح الملک کے نام سے مشہور تھے) گورداس پور (مشرقی پنجاب کا ایک ضلع) علالت (بیماری) اجزاء (حصے، ٹکڑے) مرکب (ملا ہوا، چیزوں کا ملاپ) اخلاص (خالص، پاک وصاف محبت، خلوص) انجمن حمایت اسلام (مسلمانوں کی یہ فلاحی تنظیم ۱۸۸۴ء میں لاہور میں قائم ہوئی جس کے تحت کئی سکول، کالج اور فلاحی ادارے چل رہے ہیں) رفتنی (جانے والا مُراد مرنے والا) محض (صرف) تسکین (تسلی، سکون) محال (مشکل، ناممکن) بمبئی (بھارت کا شہر) آمدنی (آنے والا) اسرارِ خودی (اقبال کی ایک فارسی تصنیف)

صفحہ 49۔ مخدومی (قابلِ تعظیم، مکرم) الحمدللہ (اللہ کا شکر ہے) لٹریچر (ادب) عمر خضر (لمبی عمر، خضر کی سی عمر) ترشی (کھٹاس) ایسٹ اینڈ ویسٹ (ایک ادبی رسالہ، ہندوستان کے شہر شملہ سے جاری ہونے والا ماہنامہ) ڈاکٹر عبدالرحمٰن (عبدالرحمٰن بجنوری جنھوں نے ''محاسنِ کلامِ غالب'' لکھی، علی گڑھ کے تعلیم یافتہ) ریویو (تبصرہ) دیباچہ (کتاب سے پہلے تعارف کے طور پر لکھا گیا پیش لفظ) ہر چند (کتنا ہی، بہت) عذر (بہانہ) مُصر ہے (اصرار کرنے والا، کسی بات پر اڑ جانے والا) حجاب (پردہ، مراد ہے شرم) ضعف و ناتوانی (بڑھاپا، کمزوری، طاقت سے محرومی) شگفتہ (کھلا ہُوا، خوبصورت، اچھا) آلام (الم کی جمع: غم، دکھ، درد) افکار (پریشانیاں، فکر کی جمع) شگفتگی طبع (طبیعت کی خوشی، فرحت طبیعت) غائبانہ (غیر موجودگی، ملے بغیر، عدم حاضری) مرید (عقیدت مند، فرماں بردار) بلاوا (دعوت، پکار) فساد (لڑائی، جھگڑا) کلکتہ (صوبہ بنگال (بھارت) کا ایک بڑا شہر) مطبوعہ (چھپا ہوا، طبع ہوا، اشاعت ہوا) مکرم (معزز، قابلِ تعظیم) حکام (حاکم کی جمع، بادشاہ، حکمران، سربراہ)

مشقی سوالات

سوال 1 درست جواب کے گرد دائرہ لگائیں۔

(i) علامہ اقبالؒ نے پہلے خط میں مولانا گرامی کے لیے القاب استعمال کیے؟

✔ (الف) جناب مولانا گرامی (ب) حضرت مولانا گرامی (ج) ڈیئر مولانا گرامی (د) کوئی نہیں

(ii) علامہ اقبالؒ کیسا درد محسوس کرتے تھے؟

(الف) سر کا درد ✔ (ب) پاؤں کا درد (ج) پسلی کا درد (د) کوئی نہیں

(iii) ''اسرارِ خودی'' کا عربی میں ترجمہ کون کرانا چاہتا تھا؟

✔ (الف) ایک عرب (ب) ایک ہندوستانی (ج) ایک انگریز

(iv) فسادات کس شہر میں ہو رہے تھے؟

(الف) دہلی میں (ب) لکھنو میں ✔ (ج) کلکتہ میں

(v) میاں ریاض صاحب نے مولانا گرامی کو کہاں آنے کی دعوت دی؟

(الف) سیالکوٹ ✔ (ب) لاہور (ج) کراچی

سوال 2 مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) علامہ اقبالؒ گورداس پور والے حکیم کی دوا سے مطمئن کیوں تھے؟

جواب علامہ اقبال کا خیال تھا کہ گورداس پور کے حکیم صاحب جو دوا دے گئے ہیں اس سے فائدہ ہو جائے گا کیوں کہ جن اجزا سے یہ مرکب ہے ان میں سے ایک اخلاص بھی ہے، جو خود بخود حکیم صاحب کو ان کے مکان تک لے آیا۔

(ii) پہلے خط میں علامہ اقبال نے کن دعوتوں کا ذکر کیا ہے؟

جواب مولانا گرامی کو لاہور آنے کی دعوت میاں ریاض الدین اور انجمن حمایت اسلام نے دی تھی۔

(iii) دوسرا خط کس شخصیت کے نام لکھا گیا؟

جواب اکبرالہ آبادی کے نام۔

(iv) دوسرے خط میں علامہ اقبالؒ نے مکتوب الیہ سے کیا درخواست کی ہے؟

جواب دوسرے خط میں اقبالؒ نے اکبرالہ آبادی سے اپنی نظموں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کے لیے دیباچہ لکھنے کی درخواست کی ہے۔

(v) کس رسالے میں اقبالؒ کی دونوں مثنویوں پر رائے دی گئی؟

جواب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب نے رسالہ ''ایسٹ اینڈ ویسٹ'' کے اگست نمبر میں اقبال کی دونوں مثنویوں پر تبصرہ لکھا تھا۔

(vi) علامہ اقبالؒ نے اکبرالہ آبادی کے اشعار کس رسالے میں پڑھے؟

جواب کان پور کے رسالہ ''زمانہ'' میں۔

(vii) لاہور کی کس انجمن نے مولانا گرامی کو آنے کی دعوت دی؟

جواب مولانا گرامی کو انجمن حمایت اسلام نے لاہور آنے کی دعوت دی۔

(viii) علامہ اقبالؒ کو ایک عرب نے کس شہر سے خط لکھا؟

جواب علامہ اقبالؒ کو ایک عرب نے بمبئی سے خط لکھا تھا۔

سوال 3 مندرجہ ذیل الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

جواب

الفاظ	جملے
علیل	زوہیب بخار کی وجہ سے علیل ہے۔
افاقہ	احمد کو حکیم کی دوا سے افاقہ محسوس ہو رہا ہے۔
عمر خضر	اللہ آپ کو عمر خضر عطا کرے۔
ضعف وناتوانی	بوڑھا شخص ضعف وناتوانی کی وجہ سے گڑھے میں گر پڑا۔
میلان طبع	محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کی طرف تمھارا میلانِ طبع فطری ہے۔

سوال 4 مندرجہ ذیل الفاظ کے واحد لکھیں۔

الفاظ	واحد	الفاظ	واحد	الفاظ	واحد	الفاظ	واحد	الفاظ	واحد
حکام	حاکم	حالات	حال	آلام	الم	افکار	فکر	اشعار	شعر

اہم عبارات کی تشریح

عبارت نمبر 1: (بہاولپور بورڈ 2012ء)

میں ابھی تک علیل ہوں، گو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ حکیم اجمل خاں صاحب نے دہلی سے دوا بھیجی تھی مگر اس سے بھی بہت کم فائدہ ہوا۔ کل گورداس پور سے ایک حکیم صاحب خود بخود تشریف لے آئے تھے۔ انھیں کسی سے میری علالت کا حال معلوم ہوا تھا۔ دوا دے گئے ہیں جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دوا سے فائدہ ہو جائے گا کیوں کہ جن اجزا سے یہ مرکب ہے ان میں سے ایک اخلاص بھی ہے جو ان حکیم صاحب کو خود بخود میرے مکان تک لے آیا۔ بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل کا منتظر ہوں۔

نوٹ: (جو طلبا ہر عبارت کا الگ سے سیاق وسباق نہیں لکھ سکتے، وہ سبق ہذا میں سے دی گئی کسی بھی عبارت کی تشریح سے قبل یہ سیاق وسباق تحریر کر سکتے ہیں)

تشریح طلب اقتباس اُردو کی درسی کتاب کے سبق سے لیا گیا ہے، جو مصنف کی مشہورِ زمانہ مرتب کردہ خطوط پر مشتمل کتاب ''مکاتیب اقبال'' مرتبہ سید مظفر حسین برنی'' سے منتخب کیا گیا ہے۔ جس میں پہلا خط مولانا گرامی کے نام لکھا گیا، جو 2۔اپریل 1922ء کو لاہور سے لکھا گیا، جب کہ دوسرا خط 14۔ستمبر 1918ء کو لاہور ہی سے لکھا گیا۔ جن میں علامہ اقبال دونوں معروف شخصیات کے ساتھ احوال بیان کرتے ہیں۔

تشریح طلب اقتباس سبق کے .... سے لیا گیا ہے۔ (آغاز۔ درمیان۔ اختتام)

سیاق وسباق:

زیرِ تشریح عبارت سبق کی پہلی عبارت ہے اس لیے اس کا سیاق نہیں ہے۔

زیرِ تشریح عبارت کے بعد اقبالؒ مولانا گرامی کو لکھتے ہیں کہ میاں ریاض صاحب نے آپ کو لاہور کی دعوت دی اور انجمن حمایت اسلام لاہور نے بھی دعوت دی، میری رائے ہے کہ ان کو ضرور قبول کریں۔ خدا کے فضل وکرم سے خیریت ہے۔ کل بمبئی سے ایک عرب کا خط آیا تھا جو اسرار خودی کو عربی میں ترجمہ کرانا چاہتا ہے، میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں علامہ اقبالؒ اپنے قریبی دوست مولانا غلام قادر گرامی کو اپنی بیماری کے بارے میں لکھتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فروری 1922ء کو گنٹھیا کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ اس بیماری میں جوڑوں میں شدید درد ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے پاؤں کے انگوٹھوں کے جوڑوں میں شدید درد تھا۔ جس کی وجہ سے اُن کا چلنا پھرنا محال ہو گیا تھا۔ ان دنوں اقبالؒ انار کلی میں کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے علامہ اقبالؒ مکان تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ علامہ اقبالؒ مولانا گرامی کو بتا رہے ہیں کہ میں ابھی

تک بیمار ہوں۔ اپنی رہائش گاہ تک محدود ہو کر رہ گیا ہوں۔ زندگی کے معمولات معطل ہو کر رہ گئے۔ پرہیز کر رہا ہوں جس کی وجہ سے پہلے کی نسبت بیماری میں کمی محسوس ہو رہی ہے فرمان نبی ﷺ ہے:

"ہر مرض کی دوا ہے اور پرہیز دوا سے بڑھ کر ہے"

علامہ اقبالؒ مولانا گرامی سے دعا کی استدعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکمل صحت عطا فرمائے۔ حکیم اجمل برصغیر کے مشہور نامور حکیم تھے۔ طب کی دنیا میں ان کا خاص مقام تھا۔ انھوں نے دہلی سے دوا بھیجی تھی، جس سے علامہ اقبالؒ کو بہت کم فائدہ ہوا۔ دراصل شفا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ انسان کے بس میں کوشش ہے، جو اُسے بروئے کار لانی چاہئے۔ علامہ اقبالؒ مزید فرماتے ہیں کہ گورداس پور جو مشرقی پنجاب کا ایک ضلع ہے، وہاں سے ایک حکیم صاحب خود بخود دوا دے گئے ہیں۔ حکیم صاحب کو کسی سے میری بیماری کا حال معلوم ہوا تھا جو دوا دے گئے ہیں اُس سے کافی افاقہ محسوس ہو رہا ہے۔ یہ حکیم صاحب کا اخلاص ہی تھا کہ انھیں لاہور کھینچ لایا۔ دراصل علامہ اقبالؒ ہندوستان گیر شہرت کے مالک تھے۔ حکیم صاحب کو کسی سے معلوم ہوا ہوگا کہ علامہ اقبالؒ بیمار ہیں۔

حکیم صاحب کے خیال میں علامہ اقبالؒ کا وجود اور ان کا تندرست ہونا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، تاکہ ان کی راہنمائی کا کام سرانجام دے سکیں۔ حکیم صاحب کا یہی خلوص تھا کہ انہیں گورداس پور سے لاہور کھینچ لایا۔ حکیم صاحب نے آمد و رفت کے اخراجات اپنی جیب سے کیے۔ اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور بلا معاوضہ دوا دے گئے۔ کیوں کہ خلوص کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ابوبکر صدیقؓ کا فرمان ہے:

"اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے"

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اس دوا سے فائدہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ دوا جن اجزاء سے مرکب ہے اس میں خلوص کی آمیزش بھی ہے۔ یہ حکیم صاحب کی علامہ اقبالؒ سے عقیدت و ارادت مندی کا ثبوت ہے کہ انھیں مسافت طے کرا کر ان کے مکان تک لے آیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان مبارک ہے:

"اس کی ہمت پر قربان جو نیک کام اخلاص سے کرتا ہے"

علامہ اقبالؒ کی حکیم صاحب کی دوا سے صحت بحال ہو رہی تھی اور انھیں حکیم صاحب کے خلوص کے سبب یقین ہے کہ مکمل صحت یاب ہو جائیں گے۔ دراصل علامہ اقبالؒ روحانیت کے قائل تھے۔ حکیم صاحب کی دوا میں اُن کا خلوص دل بھی شامل تھا۔ جس نے دوا کو مزید خالص بنا دیا۔ ایسی دوا جس میں طبیب کا خلوص بھی شامل ہو، اس کا اثر یقینی ہو جاتا ہے۔ بہر حال علامہ اقبالؒ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے فضل کے بغیر دنیاوی اسباب بے کار ہوتے ہیں اور ایک سچا مسلمان کوشش تو کرتا ہے، لیکن نتائج کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلب گار ہوتا ہے۔ علامہ اقبالؒ بھی ایک سچے مسلمان تھے۔ وہ دوا کو بطور سنت تو استعمال کر رہے تھے لیکن شفا کے لیے اللہ تعالیٰ کے کرم اور مہربانی کے طلب گار رہے۔

عبارت نمبر 2: (سرگودھا بورڈ 2010ء، راولپنڈی بورڈ 2012ء)

میں تو اپنے آپ کو اس درد کی وجہ سے، رفتنی سمجھتا تھا مگر محض اس خیال سے تسکین تھی کہ پاؤں کا درد ہے۔ حرکت محال ہے، رفتنی نہیں آمدنی ہوں۔ باقی خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔

سیاق و سباق:

زیر تشریح عبارت سے پہلے علامہ اقبالؒ اپنے دوست مولانا گرامی کو اپنی علالت کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ پہلے کی نسبت بیماری میں کمی آئی ہے۔ حکیم اجمل خان نے دہلی سے دوا بھیجی تھی مگر اس سے بھی کم فائدہ ہوا ہے۔ گورداس پور سے ایک حکیم صاحب میری بیماری کا سن کر آئے تھے۔ دوا دے گئے ہیں، جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آرام

آجائے گا۔ کیوں کہ حکیم صاحب جو دوا دے گئے ہیں، اُس میں حکیم صاحب کا خلوص بھی شامل ہے۔ جو انھیں میرے مکان تک لے آیا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا منتظر ہوں۔ میاں ریاض صاحب اور انجمن حمایت اسلام نے آپ کو لاہور آنے کی دعوت دی۔ افسوس کہ آپ نے دونوں کی دعوت قبول نہیں کی۔ میری تو یہ رائے ہے کہ ضرور ان دونوں دعوتوں کو قبول فرمائیے۔

زیر تشریح عبارت سبق کی آخری عبارت ہے اس لیے اس کا سباق نہیں ہے۔

تشریح:

زیر تشریح عبارت میں علامہ اقبالؒ نے اپنے دوست مولانا غلام قادر گرامی کو اپنے پاؤں کے درد کے بارے میں مطلع کیا ہے۔ فروری 1922ء میں علامہ اقبالؒ کے پاؤں کے انگوٹھوں میں شدید درد کی وجہ سے چلنا پھرنا محال ہو گیا تھا۔ ان دنوں اقبالؒ انار کلی میں کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے علامہ اقبالؒ اپنے مکان تک محدود ہو کر رہ گئے تھے اور روزانہ کے معمولات اپنی قیام گاہ پر ہی نمٹاتے تھے۔ علامہ اقبالؒ مولانا گرامی کو بتا رہے ہیں کہ میں ابھی تک بیمار ہوں۔ حکیم اجمل خان کی دوائی سے بہت کم افاقہ ہوا ہے، لیکن گورداس پور کے حکیم کی دوا سے بیماری میں کمی محسوس ہو رہی ہے۔ کیوں کہ دوا کے ساتھ حکیم صاحب کا خلوص بھی شامل ہے۔ اگر دوا میں طبیب کا خلوص بھی شامل ہو تو مریض نفسیاتی طور پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اقبالؒ بھی گورداس پور کے حکیم سے مطمئن دکھائی دے رہے ہیں۔

علامہ اقبالؒ مولانا گرامی صاحب کو لکھتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو پاؤں کے درد کی شدت کی وجہ سے یوں محسوس کر رہا تھا جیسے میں اس درد کی وجہ سے دنیائے فانی سے رخصت ہو جاؤں گا۔ انسانی نفسیات ہے کہ کوئی غم، دکھ، اور بیماری طویل عرصہ تک انسان کا دامن نہ چھوڑے تو پھر وہ زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ فروری میں ان کے پاؤں میں مرض شروع ہوا اور اپریل میں اس تکلیف سے نجات ملی تقریباً دو ماہ کا طویل عرصہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے محسوس کر رہے تھے کہ دنیا سے چل بسیں گے۔ لیکن فرماتے ہیں کہ پھر دل کو تسلی ہو جاتی تھی کہ یہ صرف پاؤں کا درد ہے۔ پاؤں کے درد کی وجہ سے نقل و حرکت مشکل ہو گئی ہے۔ ماضی میں کوئی ایسی مثال بھی نہیں ہے کہ کوئی شخص پاؤں کے درد کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہو گیا ہو۔ اس لیے کہتے ہیں کہ پہلے سے قدرے بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ پرہیز کرنے اور دواؤں کے استعمال سے مرض میں کافی بہتری آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ ممکن ہو تو آپ لاہور ضرور تشریف لائیے گا تا کہ لوگ آپ کے تازہ کلام سے محظوظ ہو سکیں۔

عبارت نمبر 3: (گوجرانوالہ بورڈ 2012ء)

ایک نہایت مخلص نوجوان یہاں لاہور میں ہے اور تاجر کتب ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ "شکوہ" اور "جواب شکوہ" کو وہ شائع کرنا چاہتے ہیں مگر مولانا اکبر دیباچہ لکھیں۔ میں نے آپ کی طرف سے ہر چند عذر کیا مگر وہ مصر ہے۔ آخر میں نے اس سے وعدہ کیا کہ مولانا کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ایسی فرمائش کرتے ہوئے حجاب آتا ہے کہ مجھے آپ کے ضعف و ناتوانی کا حال معلوم ہے۔ اگر کسی روز طبیعت شگفتہ ہو اور آرام و اطمینان کا احساس، شگفتگی طبع سے کم ہو گیا ہو تو دس پندرہ سطور اس کی خاطر لکھ ڈالیے۔ یہ لڑکا آپ کا خاص خادم ہے۔

سیاق و سباق:

زیر تشریح عبارت سے پہلے علامہ اقبال اکبر الہ آبادی کو لکھتے ہیں کہ میں خیریت سے ہوں۔ میں دو ستمبر کو لاہور واپس آ گیا تھا۔ رسالہ ایسٹ ویسٹ کے اگست کے نمبر میں ڈاکٹر عبدالرحمن نے ریویو نہایت قابلیت سے لکھا ہے، رسالہ میں بھی آپ کے اشعار دیکھ کر دل خوش ہوا۔

زیرِ تشریح اقتباس کے بعد علامہ اقبال لکھتے ہیں کہ کلکتہ کے فساد کے حالات اخبار میں پڑھے تھے۔ مجھے بھی کلکتہ سے بلاوا آیا تھا جانے کو تیار تھا، مگر والد صاحب نے منع کر دیا کہ حکام یہ جلسہ بند کر دیں گے اور بعد میں ایسا ہی ہوا۔

تشریح:

زیرِ تشریح عبارت میں علامہ اقبالؒ تاجر کتب نوجوان میاں ریاض الدین کی خواہش سے اکبرالہٰ آبادی کو آگاہ کر رہے ہیں۔ لسان العصر اکبرالہٰ آبادی ایک عہد ساز شاعر تھے۔ دراصل مسلمان ذہنی طور پر مغرب سے مرعوب ہو گئے تھے اور اپنی مذہبی، معاشرتی اور ثقافتی قدروں کو گھٹیا تصور کرنے لگے تھے کہ یورپ کی گھٹیا چیز کو بھی اعلیٰ تصور کرتے تھے۔ ایسے میں اکبرالہٰ آبادی جیسے حساس شاعر کے لیے کہ جو اپنی مذہبی روایات، معاشرت اور اسلام سے محبت کرنے والے ہوں کے لیے بڑا المیہ تھا، پکار اُٹھے کہ:

نظر اُن کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا لیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

اکبرالہٰ آبادی ایک سچے مسلمان تھے۔ وہ مسلمانوں کی خستہ حالی اور دین سے دوری اور مغربی تہذیب سے متاثر ہونے پر کڑھتے تھے۔ انگریزوں کا زمانہ تھا۔ اور سیشن جج کے حساس عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے کھل کر اپنے جذبات و احساسات کا اظہار نہ کر سکے۔ چناں چہ انھوں نے مزاحیہ شاعری کا سہارا لیا۔ جس کے ذریعے انھوں نے مسلمانوں کی کمزوریوں کو اور حکومت کی مکاریوں کو طنز کا نشانہ بنایا۔ علامہ اقبال اکبرالہٰ آبادی کے جذبات و احساسات کی بہت قدر کرتے تھے۔ اور ان سے بے حد متاثر تھے۔ علامہ اقبال، اکبرالہٰ آبادی کو اپنا پیر و مرشد تصور کرتے اور فکری اعتبار سے پیروی کرتے تھے، اسی وابستگی و تعلق کے باعث اکبرالہٰ آبادی کے رنگ میں شاعری کی۔

علامہ اقبال زیرِ تشریح عبارت میں لاہور کے ایک مخلص نوجوان میاں ریاض الدین کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ یہ نوجوان لاہور میں کتابوں کی تجارت کرتے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ میری دونوں نظمیں ''شکوہ'' اور ''جواب شکوہ'' کو دوبارہ شائع کرنا چاہیے۔ لیکن اس نوجوان نے فرمائش کی ہے کہ دیباچہ مولانا اکبرالہٰ آبادی لکھیں۔ میاں ریاض الدین اکبرالہٰ آبادی سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے علامہ اقبالؒ کی مشہور زمانہ نظمیں شائع کرنے کے لیے اکبرالہٰ آبادی سے، علامہ اقبال کے ذریعے دیباچہ لکھنے کی فرمائش کی۔ ساغر صدیقی نے بجا کہا ہے کہ:

احساس کے پھولوں کو خزاں چھو نہیں سکتی
الفت کے چمن زار سدا زندہ رہیں گے

علامہ اقبال، اکبرالہٰ آبادی سے بڑے ادب سے عرض کر رہے ہیں کہ میں نے بڑا عذر پیش کیا کہ مولانا اکبرالہٰ آبادی بڑھاپے، ناتوانی اور بیماری کی وجہ سے شاید نہ لکھ سکیں۔ لیکن وہ نوجوان بضد ہے میں نے اس نوجوان کی آپ سے عقیدت اور جذبے کو دیکھتے ہوئے وعدہ کیا ہے کہ دیباچہ لکھنے کی فرمائش مولانا کی خدمت میں عرض کروں گا۔ مگر آپ کی بیماری اور ضعف و ناتوانی کے باعث ایسی فرمائش کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے۔ تاہم کسی روز آپ کی طبیعت بشاش ہو اور آپ کی صحت اجازت دے اور اس کے لیے خوشی سے دس پندرہ سطور لکھ سکیں تو اس کرم پر نوجوان آپ کا شکر گزار رہے گا۔ اور یہ نوجوان آپ کا غائبانہ عقیدت مند ہے۔ [illegible]

''عقیدت کا سیدھا تعلق دل سے ہوتا ہے دماغ سے نہیں''

چناں چہ علامہ اقبالؒ نے نوجوان کی خواہش اکبرالہٰ آبادی تک بڑے ادب اور عاجزی کے انداز میں پیش کی ہے۔ علامہ اقبال نہ صرف برصغیر بلکہ یورپ میں بھی اپنی شاعری کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔ اتنے اہم مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی غرور و تکبر ان کے قریب بھی نہیں آنے دیا۔ عجز و انکسار کا دامن تھامے رکھا۔ رشتوں کے تقدس سے واقف تھے۔ بزرگوں کا احترام اور بچوں سے شفقت کرتے تھے۔ زیرِ تشریح عبارت کے ہر لفظ سے عقیدت و احترام کا اظہار ہوتا ہے اور عاجزی و انکساری کا لہجہ اختیار کیا ہے۔

عبارت نمبر 4:

کلکتہ کے فساد کے حالات اخبار میں پڑھے تھے آج مزید حالات پڑھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں پر فضل کرے۔ مجھے بھی کلکتہ سے بلاوا آیا تھا اور میں جانے کو قریباً تیار بھی تھا مگر جب مطبوعہ خط کا مضمون والد مکرم کو سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ حکام غالباً یہ جلسہ بند کر دیں گے۔ بعد میں ایسا ہی ہوا۔

سیاق و سباق:

زیر تشریح عبارت سے پہلے علامہ اقبالؒ اکبر الہ آبادی کو لکھتے ہیں کہ میں خیریت سے ہوں ایسٹ اینڈ ویسٹ اور زمانہ میں چھپنے والے ریویو دیکھے ہیں ایک نہایت مخلص نوجوان مجھ سے کہتا ہے کہ شکوہ اور جواب شکوہ کو پھر سے شائع کرنا چاہیے۔ مگر مولانا اکبر دیباچہ لکھیں۔ میں نے آپ کی طرف سے ہر چند عذر کیا مگر وہ مصر ہے اگر فرصت ہو تو دس پندرہ سطور لکھ ڈالیے یہ لڑکا آپ کا غائبانہ مرید ہے۔

زیر تشریح عبارت خط کی آخری عبارت ہے اس لیے اس کا سباق نہیں ہے۔

تشریح:

زیر تشریح عبارت میں علامہ اقبالؒ نے کلکتہ کے فسادات کا تذکرہ کیا ہے اور کلکتہ کے فسادات کے حالات انھوں نے اخبار میں پڑھے تھے۔ جس کی وجہ سے علامہ اقبال متفکر ہیں۔ کلکتہ کے ہندو مسلم فسادات کے پیچھے برطانوی حکومت کا ہاتھ تھا۔ برطانوی حکومت یہ حکمت عملی اپنائے ہوئے تھی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔ اس حکمت عملی میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ برصغیر میں مسلمان اور ہندو دونوں قومیں ان کی سازشوں کا مسلسل شکار ہو رہی تھیں اور خانہ جنگی کا شکار تھیں۔

جب کہ مسلمان رہنما اس طرف توجہ نہیں دے رہے تھے۔ غفلت کا یہ عالم تھا کہ جب یہ فسادات شروع ہوئے تو مسلمان رہنما یہی سمجھتے رہے کہ ان فسادات کا مقصد صرف بدامنی پھیلا کر مسلم لیگ کو برسرِ اقتدار آنے سے روکنا ہے۔

ان سب حالات کے تناظر میں علامہ اقبال دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم کرے۔ کلکتہ میں مسلمانوں نے اپنی حق تلفی اور بے بسی پر احتجاج کرنے کے لیے ایک جلسے کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ اہم شخصیات کو دعوت دی جن میں علامہ اقبال بھی شامل تھے۔ علامہ اقبال جانا چاہتے تھے لیکن جب انھوں نے اپنے والد مکرم کو خط کا مضمون سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ اس جلسے پر حکومت پابندی عائد کر دے گی اور ہو سکتا ہے جلسہ نہ ہونے دے۔ ان کا اندازہ درست ثابت ہوا اور مقامی حکومت نے اس جلسے پر پابندی لگا دی۔